شرح

شرح

(۱) اس کاذکر توریت کی پہلی کتاب کے اٹھارویں باب میں موجود ہے۔اوپر دیئے گئے متن مسلمانوں کے پڑھنے کے لئے ہیں۔جو مواد ان میں پایا جاتا ہے وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اسلامی فکر کے حامل ہیں اور ان کو اپنے تجربے کی کمی کے باعث مزید معلومات درکار ہیں۔

(۲) حربی وہ غیر مسلم شخص ہے جو ایک غیر مسلم ریاست میں رہنے والا ہو

(۳) روایتی طور سے ایک بے عیب قربانی جو ہر آزاد مسلمان پر فرض ہے حج کے عروج پر دی جاتی ہے۔یہ قربانی زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ فرض ہے۔اور ایک اہم عید کے موقع پر سب کے ساتھ مشترک کھانا کھایا جاتا ہے اور جو حج نہیں بھی کرتے وہ بھی اس میں شریک ہوتے ہیں۔

(۴) کبھی "خدا" اور کبھی "اللہ" کا لفظ اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ بڑے بھائی کو مسلمان دکھایا گیا ہے اور وہ قدرتی طور پر عربی لفظ کو ترجیح دیتا ہے۔لفظ "خدا" کا عربی ترجمہ "اللہ" ہے۔نوٹ ۸ اور ۲۳۹ بھی دیکھیں۔

(۵) "کلام" کے لئے قرآنی لفظ "کلمہ" ہے۔جبکہ حضرت عیسےٰ کو قرآنِ پاک ۴ :۱۷۱ میں کلام اللہ کہا گیا ہے اور وہ چونکہ شخصی کلام ہے جس نے خادم کی صورت اختیار کی، اس لئے انگریزی زبان میں الفاظ کا انتخاب نہایت اہم ہے۔انگریزی زبان کی اصل کتاب اور کتابِ ہذا میں دیے گئے قوسی الفاظ عربی مترجم یا نہایت باریکی کے فرق کو ظاہر کرنے کے لئے اشارات ہیں، یہ کتاب عربی زبان میں آپ کو بشرطِ دستیابی "اے۔ایف۔آئی، پوسٹ بکس نمبر ۲۰۵۶، نیویارک۔نیویارک ۱۰۱۶۳ سے مل سکی ہے،۔ تاہم اس کتاب کو چھاپنے کے لئے ہدیہ جات کی ضرورت ہے۔"آرٹسز فار اسرائیل" ایک غیر منافع بخش تنظیم ہے جس کے تمام لٹریچر کی اشاعت وچھپائی اور تقسیم کا انحصار ایمانداروں کے عطیات پر ہے۔

(۶) درج بالا نوٹ نمبر ۵ دیکھیں۔انگریزی زبان کی اصل کتاب میں دیے گئے قوسی الفاظ عربی مترجم کے لئے اشارہ ہیں۔

(۷) ڈاکٹر کیتھ ہیلی کی کتاب "صلیب اور مسرف" جسے کونکورڈیا نے شائع کیا، میں ڈرامائی انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ ایک مسلمان لوقا ۱۵ باب میں مرقوم مسیح کی صلیب کو کیسے دیکھے گا۔

(۸) آلعمران ۳ :۸۴ انگریزی زبان کے تمام حوالہ جات یوسف علی کے ۱۹۳۴ میں پہلی مرتبہ شائع کردہ "قرآنِ پاک" سے لئے گئے ہیں۔وہ لوگ جو کسی بھی باعث اس کتاب میں پائے جانے والے قرآنی حوالہ جات پر اعتراض کرتے ہیں یاد رکھیں کہ پولس رسول بھی حوالہ دیتا ہے "ان کے نبیوں میں سے ایک"۔کریتے کے شہریوں کو کلام سے واقف کرنے کی خاطر "ان کے نبیوں میں سے ایک" کو استعمال کیا(ططس ۱: ۱۲ ، ۱۳)۔اس کتاب میں بھی ہم نے غیر روائتی طریقہ استعمال کیا ہے جو کہ پولس کا بھی تھا۔

(۹) زبور ۱۰۷: ۲۰

(۱۰) سورۃ نساء ۴ :۱۷۱

(۱۱) لوقا ۱۸: ۱۵ تا ۱۷

(۱۲) سورۃ البقر ۲ :۱۷۴

(۱۳) نو دریافت دو ہزار سالہ پرانی دستاویز سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام تحریری نقول مکمل طور پر قابل بھروسہ ہیں اور ان میں اصل پیغام ضائع نہیں ہوا کیونکہ "اللہ کے کلام کو کوئی شخص بدل نہیں سکتا" سورۃ الکھف ۱۸ : ۲۷۔ عربی بدوی بچہ جسے (بحر مردار میں قمران کے نزدیک) یسعیاہ نبی کا صحیفہ ملا، جو دونوں یعنی عبرانی اور نئے عہد کی بائبل کا نہایت اہم نبی ہے، نے دنیا کو سائنسی ثبوت فراہم کر دیا کہ بائبل تبدیل نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی اس کا کوئی حصہ ضائع ہوا ہے۔کیونکہ دو ہزار سال پرانا مکمل طور پر محفوظ شدہ صحیفہ جو ہمارے آج کے ترجمہ کے مطابق ہے ثابت کرتا ہے کہ تحریری نقول میں اصل متن ضائع نہیں ہوا۔

(۱۴) اس حصہ کی نقل کرنے کی اور تقسیم کرنے کی ہر ایک کو اجازت ہے بشرطیکہ وہ حقِ تالیف کے نوٹس میں اوپر یہ لکھے :"(سی) حقِ تالیف از فل گوبل اور سلیم منیّر)"

(۱۵) سورۃ ملک ۶۷ :۱ ۔تمام قرآنی حوالہ جات یوسف علی کے ۱۹۳۴ء میں پہلی مرتبہ شائع شدہ قرآن میں سے لئے گئے ہیں۔

(١٦) جہاد کے معنی ہیں اللہ کی راہ میں جِد وجہد کرنا ہے۔ جسکو اکثر مقدس جنگ بھی کہا جاتا ہے جو کئی معنوں میں سے ایک ہے

(١٧) سورۃ نساء ۴ : ١٧١

(١٨) یوحنا ١ : ١

(١٩) یوحنا ١ : ١۴

(٢٠) سورۃ المائدہ ۵ : ١١٦ مریم کی پرستش کے خلاف ہے، جیسے کہ اپی فینس ہمیں بتاتا ہے کہ کلاریڈینز عرب میں کیا کرتے تھے۔ سورۃ المائدہ ٣٧ تا ٧٧ اور اسی قسم کے دوسرے حوالہ جات تثلیث کے خلاف ہیں۔۔۔ تین خداؤں پر ایمان۔۔ایک عقیدہ جسے سچے ایمانداروں نے ہمیشہ رڈ کیا ہے۔ خدا ایک ہے، لیکن یہ اسی کی فضیلت رہی ہے کہ اس نے اپنی ذات کے اندر اپنا کلام، اور اپنی دائمی پاک روح کو سمویا ہوا ہے۔ عیسیٰ یا یسوع کو خدا کا کلام کہا گیا ہے اس حوالہ کے لئے سورۃ نساء ۴ : ١٧١ دیکھیں۔ اور پاک روح کے حوالہ کے لئے سورۃ المائدہ ۵ : ١١٠ دیکھیں

(٢١) اس تعلیم پر جتنا زور دیا جائے کم ہے۔"باپ" اور "بیٹے" کی اصطلاحات انسانی تناسب اور تشبیہ کو ظاہر کرنے کے کئے استعمال کی گئی ہیں تا کہ خدا کے متعلق کچھ سمجھایا جا سکے جس طرح خدا اپنے کلام کے ساتھ شخصی تعلق ظاہر کرتا ہے یا اس کا کلام خدا کے ساتھ شخصی تعلق ظاہر کرتا ہے۔ یہ اصطلاحات سورۃ النجم ۵٣ : ١٩ تا ٢١ میں دئے گئے حوالے میں "خدا کی بیٹیاں" کی طرح کئی خداؤں کے ماننے کو ظاہر نہیں کرتی ہیں۔ سورۃ توبہ ٩ : ٣٠ میں لقب "خدا کے بیٹے" کی مخالفت کی گئی ہے اور کہا گیا کہ یہ لقب بھی قدیم سے مروج کئی خداؤں کے ماننے کو ظاہر کرتا ہے۔نہ ہی یہ لقب جسمانی ولدیت کو ظاہر کرتا ہے۔جو تصوّر سورۃ انعام ٦ : ١٠١ میں دیا گیا ہے لفظ "باپ" "تشبیہً کہا گیا ہے جیسے عربی لفظ "ابو البرکات" یعنی برکتوں کا باپ۔اسی طرح لفظ "بیٹا" بھی تشبیہً استعمال ہوا ہے جیسے قرانی لقب ابن سبیل یعنی راستے کا بیٹا۔جس طرح سفر کرنے والا۔سورۃ بقرہ ٢ : ٢١۵

(٢٢) حضرت عیسیٰ سے پہلے کسی پیغمبر نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ خدا کو جانتا ہو، یا اسکی آواز سنی ہو، یا اسکی جھلک دیکھی ہو۔ متی ١١ : ٢٧ حضرت عیسیٰ یہ دعویٰ کرتے ہیں جو صرف خدا کا شخصی کلام دعویٰ کر سکتا ہے یعنی خدا کے متعلق کل علم ہونا۔ یہ قرآنِ پاک کے پڑھنے والوں کے لئے اس لئے اہم ہے کیونکہ قرآنِ پاک میں کہیں بھی یہ درج نہیں ہے کہ انجیل کے متن میں کوئی خرابی ہے۔

(٢٣) متی ٢۴ : ٣۵۔

(٢۴) فلپیوں ٢ : ۵

(٢۵) لقب "ابنِ آدم" دانی ایل نبی نے مسیحا کو دیا تھا جسے اللہ تعالیٰ نے کشف میں دکھایا۔ جس کو دانی ایل نبی نے دیکھا تھا وہ کل دنیا کی عدالت کا الٰہی اختیار رکھتا تھا لیکن جو شبیہ اس نے اپنے کشف میں دیکھی وہ انسانی شکل میں تھی۔ حضرت عیسیٰ نے خود اپنے تعارف کے لئے "ابنِ آدم" استعمال کیا۔ مسیحا کے لئے استعمال ہونے والے القاب میں یہ انکا پسندیدہ لقب تھا۔ ١٩۴٧ء میں دریافت ہونے والی بحر مردار کی دستاویز میں دانی ایل نبی کے صحیفے کے کئی حصے ملے ہیں۔ان حصوں نے سائنسی ثبوت فراہم کیا کہ دانی ایل نبی کی پیشگوئیاں تحریری نقول میں غلطیوں کے باعث ضائع نہیں ہوئیں اور ہمارے پاس موجود پیشگوئیوں کی کاپیاں قابلِ بھروسہ ہیں۔

(٢٦) دانی ایل ٧ : ١٣۔١۴

(٢٧) یوحنا ١ : ۵١

(٢٨) مسیحی لمۃ اللہ کے وہ لوگ ہیں جو کہ حضرت ابراہیم کے فرزندوں کی صورت میں اسکے خاندان کا حصہ ہیں، یعنی خدا کا ایک روحانی مخلصی یافتہ گروہ، لہذا خدا کی بادشاہت کی شہریت کے حامل ہیں۔

(٢٩) ا۔کرنتھیوں ١۵ : ٢٧۔٢٨ دیکھیں۔

(٣٠) سورۃ نساء ۴ : ١۵٧

(٣١) یسعیاہ ۵٣ : ١٠۔یسعیاہ نبی کی پوری کتاب بحرِ مردار کی دستاویز میں مکمل محفوظ حالت میں دستیاب ہوئی ہے جس کے بعد کسی شک کی گنجائش باقی نہیں رہی کہ یہ متن تحریف شدہ نہیں ہے۔چناچہ یہ بلا شبہ اللہ کا کلام ہے۔

(٣٢) سورۃ ال عمران ٣ : ۵۵

(۳۳) سورۃال عمران ۳ : ۱۸۳

(۳۴) سورۃالصافات ۳۷ : ۱۰۷۔کچھ لوگ یہ کہیں گے کہ اس آیت کو اسکے سیاق و سباق سے باہر درج کیا گیا ہے کیونکہ اصل حوالہ حضرت ابراہیم،اس کے بیٹے،اور اس مینڈھے کی طرف اشارہ ہے۔ تاہم حضرت عیسیٰ نے خود فرمایا"کتاب مقدس...... مطلب توریت جس میں حضرت ابراہیم کی کہانی شامل ہے...... میری گواہی دیتی ہے۔حضرت عیسیٰ کے بارہ میں حضرت موسیٰ کی شریعت میں جو کچھ بھی لکھا گیا،اس کو پورا ہونا ہی تھا،جیسا کہ حضرت عیسیٰ نے خود لوقا ۲۴ : ۴۴ میں کہا۔اس حوالہ سے مسیح کی اپنی تفسیر یہ ہے کہ حضرت نوح،حضرت یوسف،اور حضرت ابراہیم کا بیٹا وغیرہ سب کی اگر صحیح تفسیر کی جائے توان کے بارے میں پیشگوئیاں مسیح کی طرف اشارہ ہیں۔تاہم اگر قرانِ پاک موسوی شریعت کی کہانیوں اور کرداروں کا حوالہ دیتا ہے تو توریت کے اصل سیاق و سباق میں یہ پیشگوئیاں مسیح کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور یہ خود سری بے قاعدہ اور غلط بات ہوگی کہ ان حوالوں کے مطلب قران میں سے خارج کردئے جائیں۔سچائی کبھی لکھے ہوئے سے تجاوز نہیں کرتا،(۱۔کرنتھیوں ۴ : ۶)۔اگر حضرت عیسیٰ اصل انجیلی متن میں موجود تھے،توآنیوالے حوالے جو اس متن کی طرف اشارہ کرتے ہیں، ان میں سے حضرت عیسیٰ کو نکالا نہیں جاسکتا،چاہے وہ قرانِ پاک ہو یا پھر کہیں اور استعمال کئے گئے ہوں۔غور کریں کہ اس قرانی حوالہ میں ہم ایک متبادل قربانی کا ذکر کررہے ہیں۔اگر کچھ قرانی مفسّر اس بات سے اتفاق نہیں کرتے توان کو رد کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ نبی نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے تبصروں میں کوئی پیغمبرانہ اختیار۔اور یہی بات وہاں بھی صادق آتی ہے جہاں قرانی تفسیروں میں یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ مرے نہیں تھے۔

(۳۵) حضرت عیسیٰ نے فرمایا:"میں خدا کا بندہ ہوں......" سورۃمریم۱۹ : ۳۰

(۳۶) یسعیاہ۵۳ : ۱۰۔۱۱

(۳۷) سورۃنساء ۴ : ۱۵۸

(۳۸) سورۃالفرقان ۲۵ : ۲۵،۲۶

(۳۹) سورۃزخرف ۴۳: ۶۱

(۴۰) یہ خیال حضرت عیسیٰ المسیح کے شیطانی جاگیروں اور طاقت پر اختیار کی طرف اشارہ ہے۔کیونکہ اس نے جو فتح صلیب پر بطور اللہ کے کلام کے حاصل کی۔پس اس نے ہمیں ایک ایسی موت مہیا کی جو شیطانی طاقت کے قبضے کو ہم پر سے زائل کردے،یعنی موت کا ڈر جو گناہ کا نتیجہ ہے۔لیکن گرچہ گناہ اور موت نے ہمیں اس شیطانی چکر میں مقیّد کیا ہوا ہے،اسکے کلام،موت اور جی اٹھنے پر ایمان لانے سے ہمیں نجات اور زندگی ملتی ہے۔ عبرانیوں ۲ : ۱۴۔۱۵؛یعقوب ۱ : ۱۴۔۱۵؛ کلسیوں ۲ : ۱۵؛افسیوں ۶ : ۱۱۔۱۲؛مکاشفہ ۱۲ : ۱۱۔

(۴۱) یشوع ۷ : ۱۳

(۴۲) ۱۔کرنتھیوں۱۲ : ۸

(۴۳) افسیوں۶ : ۱۲

(۴۴) زبور۱۸ : ۲۶۔لیکن ۲۔ تمتھیس ۲ : ۱۳ بھی دیکھیں۔

(۴۵) ۲۔پطرس ۳ : ۹ خداوند...... تمہارے بارے میں تحمل کرتا ہے،اس لئے کسی ہلاکت نہیں چاہتا ہے کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے۔

(۴۶) یوحنا۱ : ۱۳

(۴۷) غور کریں کہ یہ صرف ایک مسلم تفسیر ہے اور سب مسلمان اس جھوٹ میں یقین نہیں رکھتے۔

(۴۸) متی۱۶ : ۲۵

(۴۹) اعمال۱ : ۲۰؛زبور۶۹ : ۲۵۔

(۵۰) زبور۴۱ : ۹

(۵۱) مرقس۱۴ : ۱۸

(۵۲) زکریاہ۱۱ : ۱۲

(۵۳) دانی ایل۹ : ۲۶

(۵۴) دانی ایل ۹: ۲۶

(۵۵) زبور ۲۲: ۱۶

(۵۶) متی ۲۵: ۴۶

(۵۷) وسیع النظری سے دیکھا جائے تو ایمان سے بڑھ کر گیان کو ماننے والے مشرک ہیں کیونکہ وہ خالق عیسیٰ کلام اللہ کو نظر انداز کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے پاس زیادہ افضل علم ہے۔۔ علم کے لئے یونانی لفظ 'گیان' ہے۔۔ جسکی وجہ سے ان کو زندگی اور نجات مل سکتی ہے۔ پیدائش ۲: ۱۷، ۳: ۵ اور ۲۲ دیکھیں۔

(۵۸) یوحنا ۵: ۱۸۔۱۹؛ ۳: ۲۱

(۵۹) نفس لا امارہ بالسو کی اصطلاح کا مطلب ہے "گناہ کی طرف مائل نفس" جو کہ آپ کو سورۃ یوسف ۱۲: ۵۳ میں ملے گا اور یہ قرآنی اصطلاح "گراہوا انسان" کے قریب تر ہے جسکا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ انسانیت کی غیر نجات یافتہ فطرت صرف نئی زندگی اور نئی پیدائش کے معجزے سے ہی ہمیشہ کی زندگی میں داخل ہو سکتی ہے۔

(۶۰) یہ روح کا پھل آج کے لئے بھی موجود ہے (۱۔ کرنتھیوں ۱۲: ۸) تاہم مافوق الفطرت سچا علم کبھی بھی خدا کے کلام کے معتبر ہونے کو رڈ نہیں کرتا یا اسکی فوقیت کو نظر انداز نہیں کرتا۔ لہذا جو زبان یہاں پر استعمال کی گئی ہے اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ پُر زور روحانی رابطہ کو لکھے ہوئے کلام پر فوقیت حاصل ہے، لیکن یہ کہ اس کو غیر شرعی اور غیر الہامی تحریروں پر ضرور فوقیت حاصل ہے۔

(۶۱) یسعیاہ ۱: ۱۳

(۶۲) متی ۵: ۲۰

(۶۳) یوحنا ۸: ۱۔۱۱

(۶۴) ا۔یوحنا ۳: ۱۳

(۶۵) یوحنا ۴: ۴

(۶۶) عبادت کے قوائد و ضوابط کو کبھی بھی پڑھنے، غور و فکر کرنے اور پاک کلام کو زبانی یاد کرنے کی جگہ نہیں لینی چاہیۓ۔ یہاں پر مغربی رہنماؤں کی مدد کرنے کے لئے ایسا کہا گیا ہے کہ عبادت کا طریقہ کار ناگزیر نہیں ہے بلکہ خدا کا کلام ناگزیر ہے۔ اور عبادت کے قاعدوں کو رسموں میں گھیر کر متبادل راستے کے ذریعے شخصی دُعا اور کلام پر غور و خوض کرنے سے دور نہیں جانا چاہیے۔

(۶۴) ا۔یوحنا ۳: ۱۳

(۶۵) ا۔یوحنا ۴: ۴

(۶۶) عبادت کے قوائد و ضوابط کو کبھی بھی پڑھنے، غور و فکر کرنے اور پاک کلام کو زبانی یاد کرنے کی جگہ نہیں لینی چاہیۓ۔ یہاں پر مغربی رہنماؤں کی مدد کرنے کے لئے ایسا کہا گیا ہے کہ عبادت کا طریقہ کار ناگزیر نہیں ہے بلکہ خدا کا کلام ناگزیر ہے۔ اور عبادت کے قاعدوں کو رسموں میں گھیر کر متبادل راستے کے ذریعے شخصی دُعا اور کلام پر غور و خوض کرنے سے دور نہیں جانا چاہیے۔

(۶۷) حقیقی معنی، خدا کی راہ کے لئے جانفشانی کرنا۔

(۶۸) زبور ۵۶: ۴، ۱۰

(۶۹) عبرانیوں ۱۳: ۱۴

(۷۰) اعمال ۴: ۱۲

(۷۱) ا۔ کرنتھیوں ۹: ۱۳ تا ۲۳

(۷۲) جمعہ کا دن نئی تخلیق کردہ مسلمانوں کے لئے 'یوم اِجتماع' ہے۔ جیسا کہ نئے ایمان لانے والوں کے لئے انجیل یا نیا عہد نامہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے نئے ایمانداروں کے گھر دعائیہ اِجتماع کے لئے قابلِ قبول تھے۔۔ اعمال ۲: ۴۲، ۴۶ دیکھیں۔ جمعہ کا دن ایک اہم دن ہے کیونکہ اس دن حضرت عیسیٰ نے وہ کام کیا جو

گناہوں کی معافی کی بنیاد بنا: دوہزار سال قبل جمعہ کے دن حضرت عیسیٰ نے اپنا خون بہایا کہ گنہگار اور گری ہوئی انسانی فطرت کا کفارہ ادا کر سکے۔ کیونکہ جمعہ کا اجتماع دوپہر کے وقت ہوتا ہے اِس لئے ظہر کی نماز مکمل طور پر اِس حصّہ میں دی گئی ہے۔ "کوئی تو ایک دن کو دوسرے سے افضل جانتا ہے اور کوئی سب دنوں کو برابر جانتا ہے۔ ہر ایک اپنے دل میں پورا اعتقاد رکھے۔" (رومیوں ۱۴: ۵)

(۷۳) ا۔تھسلنیکیوں ۵: ۱۷

(۷۴) جب ہم اپنے ہاتھ دھوتے ہیں تو ہم یاد کرتے ہیں کہ کس طرح عیسیٰ المسیح یعنی کلام اللہ نے بالائی منزل میں دھونے کی رسم ادا کی۔ یوحنا ۱۳: ۳ تا ۱۷۔ ہم اپنی دعا کرتے ہیں جیسا کہ عبرانیوں ۱۰: ۲۲ میں مرقوم ہے؛ "اور بدن کو صاف پانی سے دھلوا کر......" تا کہ یہ ہمیں یاد دلائے کہ ہم خدا کے حضور پاکیزہ کھڑے ہیں۔ جیسے ہم عیسیٰ کی موت میں دفن ہوتے ہیں اور اُسکی موت میں یقین کرتے ہیں کہ اُسی نے ہمیں ہماری پرانی فطرت سے نجات دلائی ہے، اپنے جسموں کو ابدی روح کے ذریعے پاک کرنے اور گناہ کی طرف سے مر کر زندہ قربانی گذراننے کے لئے پیش کرتے ہیں۔

(۷۵) وضو کا مطلب ہے "دھونا"۔

(۷۶) خروج ۳:۵

(۷۷) ہم یہ ایمان نہیں رکھتے کہ پانی ہمیں بد روحوں سے بچاتا ہے اور نہ ہی ہم یہ یقین کرتے ہیں کہ کسی خاص طریقے سے دھونے کا کوئی روحانی مقصد ہے اور یہ بھی نہیں کہ ہم اُنکے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اُنکے پاس روایتی اور قابلِ ترجیح علم موجود ہے، رسمی تکراری الفاظ میں بندھے ہیں۔ اِس حصّہ کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم ایمانداروں کو کسی ضابطے یا رسم و رواج کے جُوئے میں باندھ کر سادہ اور براہِ راست دعا کے طریقہ سے جو حضرت عیسیٰ نے سکھایا، ہٹانا نہیں چاہتے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ اِسلامی طریقے سے دعا کرنا سیکھیں کہ مسلمان اِس بات پر یقین کریں گے کہ: "ہم سب کے لئے سب کچھ بن گئے کہ کچھ کو بچا سکیں۔" علاوہ ازیں ہم شیاطین میں بھی یقین رکھتے ہیں کہ ایمانداروں کے طور پر اُنکے ساتھ کشتی کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم حضرت عیسیٰ کے خون سے، شیطان پر جو تمام بدروحوں کا حاکم ہے، غالب آتے ہیں۔ مکاشفہ ۱۲: ۱۱۔ ہم پانی کو استعمال کرتے ہیں کہ ایمان کے ذریعے یہ سوچیں کہ ہم نے اپنے آپ کو عیسیٰ کے خون میں دھو دیا ہے۔ "یہی ہے وہ جو پانی اور خون کے وسیلہ سے آیا تھا یعنی عیسیٰ المسیح وہ نہ فقط پانی کے وسیلہ سے بلکہ پانی اور خون دونوں کے وسیلہ سے آیا اور جو گواہی دیتا ہے وہ روح ہے کیونکہ روح سچائی ہے۔" ا۔یوحنا ۵: ۶،۷۔

(۷۸) یہ نماز کی دعوت ہے جو موذن دیتا ہے، جو روایتی طور سے ایک بالغ مرد ہوتا ہے اور وہ کھڑا ہو کر اعلان کرتا ہے کہ سب لوگ قطار میں اس کے پیچھے جاء نماز پر کھڑے ہو جائیں۔ ہر ایماندار پہلے ہی دعائیہ حالت میں موجود ہوتا ہے اور عبادت شروع ہونے سے پہلے کلام پاک پر غور و غوض کرتا ہے اور اس دوران کوئی بھی باتیں نہیں کرتا اور نہ ہی اِدھر اُدھر دیکھتا ہے۔ پورا کمرہ دعائیہ عبادت کے لئے لوگوں کی توجہّ نماز پر مرکوز کرنے کے لئے عقیدت سے تیار کیا جاتا ہے۔ ہر ایماندار جاء نماز پر بیٹھا اپنے ایمان سے افسیوں ۶ باب کے تمام اسلحہ کو اپنے سامنے دیکھ سکتا ہے، اور اپنے بیٹھنے کی جگہ کی حصار بندی کرتا ہے تاکہ ہر قسم کے شیطانی یا انسانی اثرات سے محفوظ رہ سکے۔

(۷۹) چھوٹی مساجد میں نماز کا راہنما یا امام اذان دیتا ہے جبکہ بڑی مساجد میں اس خدمت کے لئے ایک شخص کا باضابطہ تقرر کیا جاتا ہے۔ چھوٹی مسجدوں میں نماز کی دعوت دینے کے لئے مینار موجود نہیں ہوتے لہٰذا یہ دعوت عمارت کی ایک جانب سے یا دروازے سے یا مسجد کے اندر سے دی جاتی ہے۔ بہر حال ایک مسیحی موذن اپنا شفاعتی دل ان لاکھوں گمراہ لوگوں کی طرف مرکوز کرتا ہے جو مکہّ کی طرف رخ کئے بیٹھے ہیں، وہ اپنا رخ اُنکی طرف کرتا ہے، اپنے انگوٹھے کانوں تک لیجاتا ہے اور دئے گئے مسیحی نسخے کی تلاوت کرتا ہے۔

(۸۰) المومن ۴۰: ۱۵؛ یوحنا ۱۵: ۲۶

(۸۱) بنی اسرائیل ۱۷: ۸۵؛ یوحنا ۲۰: ۲۲

(۸۲) سورۃ النساء ۴: ۱۷۱؛ یوحنا ۱: ۱، ۱۴

(۸۳) سورۃ صفٰت ۳۷: ۱۰۷؛ ا۔تمیتھیس ۲: ۶؛ ا۔یوحنا ۲: ۲؛ گلتیوں ۳: ۲۹

(۸۴) آل عمران ۳: ۵۵؛ اعمال ۱: ۱۹

(۸۵) المومن ۴۰: ۱۵؛ رومیوں ۱: ۱۶؛ یوحنا ۳: ۳۶؛ مکاشفہ ۱۹: ۱۵

(۸۶) سورۃ یوسف ۱۲: ۵۳؛ سورۃ ابراہیم ۱۴: ۱۹؛ کلسیوں ۲: ۱۱-۱۲؛ ۲-کرنتھیوں ۵: ۱۷

(۸۷) سورۃ سجدہ ۳۲: ۱۲؛ رومیوں ۳: ۲۸

(۸۸) جب نماز کی دعوت ختم ہوتی ہے تو عبادت کا آغاز ہوتا ہے۔ امام کسی بھی لمحے اذان کے بعد آتا ہے جیسے وہ ممبر کی طرف بڑھتا ہے وہ عبادت گذاروں کی طرف رخ کرتا ہے اور انکو "اسلام و لیکم" یعنی تم پر سلامتی ہو کے الفاظ سے سلام کرتا ہے۔ پھر امام عبادت گذاروں کی طرف منہ کر کے ممبر پر بیٹھ جاتا ہے۔ وہ دو خطبات دیتا ہے۔ ایک قلیل دورانیہ کا اور ایک طویل دورانیہ کا۔ ان دونوں کے درمیان کا وقت عبادت کرنے کا ہے۔ واعظ یا خطبہ اس طریقہ سے شروع ہوتا ہے، الحمد اللہ ("تمام تعریف اللہ کے لئے ہے") اور کبھی کبھار منتخب کر کے وہ قرانِ پاک کو ایک رابطہ کے طور پر استعمال کرتا ہے تاکہ وہ شرعی سچائی کے مستند نبوتی پیغام کو ظاہر کر سکے جو کہ کلامِ پاک میں دیا گیا ہے، بشرطیکہ امام ایمانداروں کو کلامِ پاک سے ہی ہمکنار کراتا ہے اور انکو کلامِ پاک کو حفظ کرنے اور اس پر غور کرنے سے جو اُنکا ایمان و عمل کا واحد ذریعہ ہے دور نہیں ہونے دیتا۔ واعظ کے اختتام پر امام عبادت گذاروں کی اجتماعی دعا میں رہنمائی کرتا ہے۔ یہاں پر یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ تمام پانچ وقت کی نمازوں کا طریقہ کار یکساں ہے اور ان سب میں بنیادی طور پر ایک جیسے ہی کھڑے ہونے کے، جھکنے کے، بیٹھنے کے، سجدہ کرنے کے اور ہاتھ بلند کرنے وغیرہ کے انداز استعمال ہوتے ہیں۔ کیونکہ دوپہر کی نماز ہفتہ وار اجتماع کے لئے استعمال ہوتی ہے، اس لئے اسے روزانہ کی پانچ نمازوں کے لئے ایک نمونہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جو کہ مسیحی مسلمان اپنے سیاق و سباق کی خدمت میں استعمال کرتے ہیں۔

(۸۹) یہ نماز یا صلاۃ کی دوسری دعوت ہے جو کہ موذن جاری کرتا ہے جو کہ امام ہی ہو سکتا ہے۔ اور امام ہی عام طور پر واعظ کرتا ہے۔ یہ دوسری دعوت اس لمحے کو ظاہر کرتی ہے جب اجتماعی دعا کا آغاز ہوتا ہے۔ اس لمحے ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور دانستہ طور پر نیت باندھتے ہیں تاکہ ہم اپنی روح کی آنکھوں کو عیسیٰ یعنی کلام اللہ پر مرکوز کریں جسکا وعدہ ہے "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تم میرے نام سے باپ سے مانگو گے وہ تم کو دے دیگا۔" دیکھئے یوحنا ۱۶: ۲۳۔

(۹۰) جونہی موذن دوسری دعوت مکمل کرتا ہے، ایماندار کھڑے ہوتے ہیں، اپنے ہاتھ کندھوں سے اوپر لے جاتے ہیں اور انگلیوں کی پوروں کو کانوں کے متوازی لا کر کہتے ہیں، "میں چاہتا ہوں کہ مرد ہر جگہ بغیر غصّہ اور تکرار کے پاک ہاتھ اٹھا کر دعا کیا کریں۔" ا-تمیتھیس ۲: ۸

(۹۱) سورۃ المومن ۴۰: ۱۵

(۹۲) بنی اسرائیل ۱۷: ۸۵؛ یوحنا ۲۰: ۲۲

(۹۳) سورۃ النساء ۴: ۱۷۱؛ یوحنا ۱: ۱، ۱۴

(۹۴) سورۃ صفٰت ۳۷: ۱۰۷؛ ا-تمیتھیس ۲: ۶؛ ا-یوحنا ۲: ۲؛ گلتیوں ۳: ۲۹

(۹۵) آل عمران ۳: ۵۵؛ اعمال ۱: ۱۹

(۹۶) سورۃ المومن ۴۰: ۱۵؛ رومیوں ۱: ۱۶؛ یوحنا ۳: ۳۶؛ مکاشفہ ۱۹: ۱۵

(۹۷) سورۃ یوسف ۱۲: ۵۳؛ سورۃ ابراہیم ۱۴: ۱۹؛ کلسیوں ۲: ۱۱-۱۲؛ ۲-کرنتھیوں ۵: ۱۷

(۹۸) سورۃ سجدہ ۳۲: ۱۲؛ رومیوں ۳: ۲۸

(۹۹) نماز کے دوران ہاتھ شانوں سے اوپر اٹھائے جاتے ہیں جیسے ہم واحد سچے خدا کی ثنا کرتے ہیں جس نے اپنے آپ کو خدا، اپنے کلام اور اپنی ازلی روح میں خود ظاہر کیا۔ پھر اپنے ہاتھوں کو چھاتی اور ناف کے درمیان رکھتے ہیں، سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی الٹے ہاتھ کے اوپر آتی ہے، گویا ہم راستبازی کا بکتر تھامتے ہیں جو کہ ہماری سپر کا اہم ترین حصّہ ہے۔ "اپنے دل کی خوب حفاظت کر کیونکہ زندگی کا سرچشمہ وہی ہے"۔ دیکھئے امثال ۴: ۲۳۔ اگر آپ اپنے دل میں ایمان رکھیں کہ خدا نے عیسیٰ کو مُردوں میں سے جلایا، تو آپ نجات پائیں گے۔ کیونکہ راستبازی کے لئے ایمان لانا دل سے ہوتا ہے۔ رومیوں ۱۰: ۹، ۱۰۔ جب ہم اس آیت پر غور کرتے ہیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ دنیا کا انصاف کرنے والا زندہ ہے تاکہ تمام انسانیت کا انصاف کرے، اور اگر ہم اس بات کو اپنے دل سے مانتے ہیں تو، "جو کوئی اس سے یہ امید رکھتا ہے اپنے آپ کو ویسا ہی پاک کرتا ہے جیسا وہ (عیسیٰ) پاک ہے"۔ ا-یوحنا ۳: ۳۔

(۱۰۰) جب ہم یہ کہتے ہیں تو یاد کرتے ہیں کہ عیسیٰ المسیح، مُد جلال کلام اللہ نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا سکھایا، "ہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ برائی سے بچا"۔ متی ۶: ۱۳ دیکھیں۔ پھر زندہ کیے گیئے اور فاتح کلام اللہ افسیوں کے مصنف رسول کے ذریعہ فرماتے ہیں کہ ہم پر لازم ہے کہ ہم خدا کا بکتر ہمیشہ اوڑھے رکھیں۔ افسیوں ۶: ۱۸۔ "تاکہ تم کو ان سب ہونیوالی باتوں سے بچنے اور ابنِ آدم کے حضور کھڑے ہونے کا مقدور ہو"۔ دیکھیں لوقا ۲۱: ۳۶۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے اسلحہ

سے لیس دعائیہ جنکبو اطاعت گذاروں کے لئے پانچ دفعہ نماز، دعا اور منت کرنا بہت زیادہ نہیں ہے۔ بائبل کہتی ہے کہ ہمیں ہر وقت دعا میں جھکے رہنا چاہئے۔
۱۔تھلینیکیوں ۵ :۱۷۔

(۱۰۱) یہ قرانِ پاک کا پہلا باب ہے اور اسکی تلاوت دعائیہ صورت میں کی جاتی ہے اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام (عیسیٰؑ) کو "روزِ عدالت کا حاکم" مقرر کیا۔ دانی ایل ۷ :۱۳، ۱۴؛ متی ۲۵ :۳۱ تا ۴۶۔

(۱۰۲) سورۃ الفاتحہ کے اختتام پر یہ روایت ہے کہ ایماندار بلند آواز میں یا مدھم آواز میں آمین بولیں۔

(۱۰۳) قران کا ایک اختیاری حصہّ کی روایتی طور پر اس لمحہ تلاوت کی جاتی ہے۔ سورۃ السجدہ ۳۲ :۱۲ کا یہاں پر چناؤ کیا جاتا ہے کیونکہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ عیسیٰؑ کی موت میں داخل ہونے کا کیا مطلب ہے۔ اگر آپ اس دنیا کو چھوڑ سکتے اور یہ دیکھ سکتے کہ عیسیٰؑ پر ایمان نہ رکھنے والوں کو آگ کی جھیل میں پھینکا جائیگا تو آپ وہی انسان واپس نہ آتے جو گئے تھے۔ پھر دنیا کی بدی کا آپ پر وہی غلبہ نہ رہیگا کیونکہ آپکی شخصیت کا کچھ حصہّ حیران کن آگ کی جھیل کو دیکھ رہا ہوگا۔ آپ گناہ کے اعتبار سے مر جائیں گے اور آپکو مختلف قسم کے مذہبی قوانین کی ضرورت نہیں رہیگی کہ وہ آپکو ہر لمحہ یاد دلائیں کہ آپ پاکیزگی کو اپنائیں۔ اس بات کو جان لینے کے بعد کہ زندگی کے دو ہی رخ ہیں۔ یا تو آگ کی جھیل کے ازلی عذاب کا بپتسمہ لیں یا عیسیٰؑ کی موت میں ایمان سے بپتسمہ لیں، تو آپ ایک ایماندار کی صورت میں لوٹیں گے جو ابدی روح کی رہنمائی میں ہو اور اس کے بعد آپ دنیا کی برائی سے ایک مُردہ انسان کی طرح نبرد آزما ہونگے یعنی اسکے ساتھ ایسا لین دین ہوگا جیسے کوئی لین دین ہے ہی نہیں۔ ۱۔ کرنتھیوں ۷ :۲۹، ۳۰

(۱۰۴) دعا کے اس حصہّ کے اختتام پر مسیحی ایماندار اپنی جھکنے والی حالت کو جو رکوع کہلاتی ہے یہ کہہ کر تبدیل کرتا ہے، اللہ اکبر "اللہ عظیم ہے"۔ کھڑی حالت میں ایماندار آگے کی طرف دھڑ میں خم لا کر جھکتا ہے پر اپنے ہاتھوں سے اپنے گھٹنے پکڑ کر اوپر کے جسم کو سہارا دیتا ہے اور اسی حالت میں رہتا ہے اور دعا کی تلاوت کرتا ہے تاہم ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے وہ سچائی کے پٹکے سے واقف ہے جو اس کی روح کی تلوار کو تھامے ہوئے ہے یعنی کلام اللہ کو، جو کہ مستند الہام اور بے عیب کلام کا واحد پیمانہ ہے۔ "جو تجھے عیسیٰؑ المسیح پر ایمان لانے سے نجات حاصل کرنے کے لئے دانائی بخش سکتے ہیں۔" ۲۔تمتھیس ۳ :۱۵۔ جیسے ایک ایماندار اپنے جسم میں سر کی جانب خون کے بہاؤ کو محسوس کر سکتا ہے، تو وہ نجات کے خود کو یاد کرتا ہے جو اسکے لئے "ہر اک خیال کو قید کر کے مسیح کا فرمانبردار بنا دیتا ہے"
۲۔ کرنتھیوں ۱۰ :۵۔ ہم نہ تو دائیں طرف دیکھتے ہیں اور نہ ہی بائیں طرف، بس سیدھی سمت میں عیسیٰؑ کو دیکھتے ہیں جو ہمارے ایمان کا بانی اور کامل کرنے والا ہے۔ عبرانیوں ۱۲ :۲۔

(۱۰۵) جب دوبارہ کھڑے ہونے کی حالت میں نمازی واپس آتا ہے جسے رفوع کہتے ہیں تو گویا وہ ایمان کی ڈھال کو لیتا ہے جو ہر اس آتشی وار کو، جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے جو دوسری صورت میں ہمیں بیدل کرتا اور ہم پر الزام لگاتا رہتا ہے، اس طرح بجھا دیتی ہے جیسے پانی پیاس بجھا دیتا ہے۔ پھر ہم اپنے آپکو ستائش کی خلعت میں لپیٹ لیتے ہیں اور اس طرح اداسی کی روح کو شادمانی میں بدل دیتے ہیں۔ یسعیاہ ۶۱ :۳۔ کیونکہ خدا کی شادمانی ہماری طاقت ہے۔

(۱۰۶) وہ گناہ جنکا اعتراف نہیں کیا جاتا ہماری دعاؤں میں روکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ تو بھی ہم ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ جب ہم خدا کے دشمن ہی تھے تب مسیح نے بے اعتقادوں کے لئے پیار کی قربانی دی۔ رومیوں ۵ :۷ تا ۱۱

(۱۰۷) اب سجدے کی حالت میں آیا جاتا ہے جسے سجود کہتے ہیں، اس میں دونوں پاؤں کی انگلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ اور پیشانی زمین کو چھوتے ہیں اور ہاتھ جسم کے دونوں پہلوؤں سے فاصلے پر زمین پر رکھے جاتے ہیں۔ یہی وہ طریقہ تھا جسے موسیٰ، دانی ایل اور دوسرے انبیا نے خدا کے آگے دعا کے لئے استعمال کیا۔
ادھر ہم اپنے پاؤں پر جوتے پہنتے ہیں تاکہ ہم جا سکیں اور خوشخبری کو پھیلائیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صلح، عیسیٰؑ کی سزا اٹھانے کے وسیلہ، ہمیں مفت ملتی ہے تاکہ ہم راستباز ٹھہرائے جائیں اور معاف کئے جائیں۔ جب ہمارے پاؤں کی انگلیاں جاء نماز کو دباتی ہیں، تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ وہ واحد مقصد جس کے لئے ہمارے پاؤں زمین پر ہیں یہ ہے کہ ہم خدا کے چنیدہ لوگوں کی ابدی زندگی کی طرف راہنمائی کر سکیں۔

(۱۰۸) اب ایماندار جاء نماز پر بیٹھنے کی حالت میں آتا ہے۔ اس حالت کو جلوس کہتے ہیں۔ دایاں پاؤں اٹھا ہوتا ہے جبکہ بایاں پاؤں زمین پر پورا ٹکا ہوتا ہے جس پر بیٹھا جا سکے۔

(۱۰۹) تھوڑی دیر بیٹھ کر، نمازی ایک بار اور سجدے میں جاتا ہے جو ہمیں افسیوں ۶ :۱۵ کے جوتے یاد دلاتا ہے جو ہمیں لیس کرتے ہیں کہ ہم جائیں اور خدا کے ساتھ صلح میں چلنے کی تبلیغ کریں۔

(۱۱۰) اس سے ہماری ایک رکعت مکمل ہوتی ہے۔ اور آنیوالی تمام رکعتوں کا بنیادی ڈھانچا یہی ہے۔ چونکہ ہم مسیحی ایماندار ہیں ہم روح میں ان حالتوں کو سوچ کر دعا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم کسی خاص الفاظ کے مقید نہیں ہیں اور نہ ہی کسی خاص طریقہ کار کے پابند ہیں۔ تاہم دعا کی بنیادی حالتیں اور طریقہ کار شروع سے لیکر آخر تک اور ہر روز تسلسل کے ساتھ پانچ مرتبہ دعا کرنا وہ پہلو ہیں جن کو ہم اپنی بڑی روحانی ترقی کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ کونسا ایماندار ایسا ہوگا جو اتنا بالغ النظر ہو جسکو کم از کم دن میں پانچ دفعہ یاد دلانے کی ضرورت پیش نہ آئے کہ ہم بدی کی طاقتوں کے ساتھ جنگ میں ہیں؟

(۱۱۱) دوسری رکعت شروع ہوتی ہے۔ ہر ایک رکعت میں نماز کی مختلف حالتوں کو دوہرایا جاتا ہے یعنی دوبارہ کھڑا ہوا جاتا ہے اور سورۃ الفاتحہ جو قران کی پہلی سورۃ ہے اسکی ایک بار پھر تلاوت کی جاتی ہے۔

(۱۱۲) سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد روایتی طور پر ایماندار اونچی آواز میں یا دھیمی آواز میں آمین کہتے ہیں۔

(۱۱۳) اس اگلے حصےّ میں ہم پاک اور غلطی سے مبرا کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں جو کہ سچے الہام کو جانچنے کا ایک واحد مستند پیمانہ ہے۔

(۱۱۴) یوحنا ۵ : ۳۹

(۱۱۵) مرقس ۱۳ :۳۱

(۱۱۶) اس کلام کی تلاوت کے بعد، ایک بار پھر جھکنے کی حالت میں آیا جاتا ہے جسے ہم رکوع کہتے ہیں اور صرف نجات کے خود پر دھیان دیتے ہیں جو کہ ہمارے غور و فکر اور ہمارے منہ کی باتوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے قابل قبول بناتے ہیں لیکن سچائی کے پٹکے سے بھی جو ہماری زندگی کو یکجا رکھتا ہے۔

)۱۱۷) پھر کھڑے ہونے کی حالت میں آیا جاتا ہے جسے رفوع کہتے ہیں اور ہمارا دھیان ایمان کی سپر پر ہوتا ہے جو ہمیں عیسیٰ المسیح کی محبت کی طاقت سے سب کچھ برداشت کرنے، ایمان اور امید رکھنے کی طاقت ملتی ہے حالات چاہے کیسے بھی کیوں نہ ہوں۔ ا۔کرنتھیوں ۱۳ : ۷۔

(۱۱۸) پھر سجدہ کی حالت میں آیا جاتا ہے جسے سجود کہتے ہیں اور حکمت کے لئے شفاعت ہوتی ہے کہ افسیوں ۶ : ۱۵میں مندرج جوتے پہنے جائیں تاکہ جاکر گمراہ روحوں کو بچایا جائے جب خدا ہمارے منہ کا دروازہ کھولے کہ ہم المسیح کے رازوں کے بارے میں بول سکیں اور خوشخبری کو واضح کریں جو کہ ہمیں کرنا چاہئے۔ کلسیوں ۴ : ۳،۴۔

(۱۱۹) پھر جاء نماز پر بیٹھنے کی حالت میں آتے ہیں جسے جلوس کہتے ہیں۔ دایاں پاؤں سیدھا رکھا جاتا ہے اور بایاں پاؤں زمین پر چپٹا رکھتے ہیں کہ اس پر بیٹھا جاسکے۔

(۱۲۰) دوسری مرتبہ سجدے میں آیا جاتا ہے۔

(۱۲۱) پھر بیٹھنے کی حالت یا جلوس میں آیا جاتا ہے اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے ہیں اور تین انگلیاں بند اور انگوٹھا درمیانی انگلی پر اور شہادت کی انگلی سامنے کی طرف رکھتے ہیں۔ اس طرح میں اپنے پورے وجود کا دھیان اس بے خطا ایمان کی طرف لاتا ہوں جو مقدسین کو ایک ہی بار سونپا گیا ہے۔

(۱۲۲) سورۃ المومن ۴۰ : ۱۵؛ یوحنا ۱۵ :۲۶

(۱۲۳) بنی اسرائیل ۱۷ : ۸۵؛ یوحنا ۲۰ :۲۲

(۱۲۴) سورۃ النساء ۴ :۱۷۱؛ یوحنا ۱ :۱،۱۴

(۱۲۵) سورۃ صفٰت ۳۷ :۱۰۷؛ ا۔تمیتھیس ۲ :۶؛ ا۔یوحنا ۲ :۲؛ گلتیوں ۲۹:۳

(۱۲۶) آل عمران ۳ :۵۵؛ اعمال ۱ :۱۹

(۱۲۷) سورۃ المومن ۴۰ :۱۵؛ رومیوں ۱ :۱۶؛ یوحنا ۳ :۳۶؛ مکاشفہ ۱۹ :۱۵

(۱۲۸) سورۃ یوسف ۱۲ : ۵۳؛ سورۃ ابراہیم ۱۴ :۱۹؛ کلسیوں ۲ : ۱۱-۱۲؛ ۲-کرنتھیوں ۵ :۱۷

(۱۲۹) سورۃ سجدہ ۳۲ : ۱۲؛ رومیوں ۳ :۲۸

(۱۳۰) پھر کھڑے ہونے کی حالت میں آتے ہیں جسے قیام کہتے ہیں اور تیسری رکعت شروع کرتے ہیں اور راستبازی کی سپر پر دھیان دیتے ہیں۔ اپنی راستبازی اور اپنے کاموں پر نہیں بلکہ راستبازی کے انعام اور ہمیشہ کی زندگی پر جو ہمارے اچھے کاموں (تاکہ کوئی فخر نہ کرے) سے نہیں بلکہ ایمان سے ہے اور یہ بھی ہم سے نہیں بلکہ خدا کا انعام ہے۔ کون اپنے آپ کو نئی تخلیق بنا سکتا ہے؟ ہمارے پاس کیا ہے یا ہم کیا خود اپنے وسیلہ سے بنے ہیں؟ یہ تو سب فضل ہے، سب ایک انعام ہے، اور ہمارے پاس کچھ بھی نہیں کہ ہم پیش کر سکیں سوائے معمولی شکر گذاری۔ (فلپیوں ۹:۳؛ افسیوں ۸:۲،۹؛ ۱-کرنتھیوں ۴ :۷)۔

(۱۳۱) سورۃالفاتحہ کی تلاوت کے بعد روایتی طور پر ایماندار اونچی یا دھیمی آواز میں آمین کہیں۔

(۱۳۲) ایک بار پھر جھکنے کی حالت میں آیا جاتا ہے جسے رکوع کہتے ہیں اور سچائی کے پیکے اور نجات کے خود پر دھیان دیتے ہیں اور خدا سے، المسیح جو راہ حق اور زندگی ہے، اس جیسے فروتن دل کے ساتھ التجا کرتے ہیں کہ ہمارے ذہن کو نیا بنائے۔ فلپیوں ۲ : ۵ تا ۱۱؛ یوحنا ۱۴ : ۶۔

(۱۳۳) پھر سجدے یعنی سجود کی حالت میں آتے ہیں۔ اور افسیوں ۶ : ۱۵ کے جوتوں پر پھر دھیان دیتے ہیں، ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ہر جگہ جائیں، اور یسوعؑ المسیح کے لئے اندھیرے میں روشنی بنیں۔ دیکھئے متی ۵ : ۱۴۔

(۱۳۴) پھر ہم بیٹھنے کی حالت یعنی جلوس میں آتے ہیں۔

(۱۳۵) تھوڑی سی دیر کے لئے اسی حالت میں رہتے ہیں۔

(۱۳۶) پھر دوسری مرتبہ سجدے کی حالت میں آتے ہیں۔ یسوعؑ المسیح کے میخوں ٹھکے ننگے پاؤں کی طرف جن سے خون بہتا ہے دھیان دیتے ہیں اور اس بات پر کہ وہ ہمیں اختیار دیتا ہے کہ ہم جائیں (متی ۲۸ : ۱۹) تیاری کے جوتے پہن کر تاکہ ہم الفاظ اور عمل سے اسکی خوشخبری کہ اللہ کے ساتھ صلح اور سلامتی کا رشتہ کیونکر قائم ہو سکتا ہے، پرچار کریں۔ افسیوں ۶ : ۱۵۔

(۱۳۷) یہاں تیسری رکعت مکمل ہوتی ہے۔ ابھی دوپہر کی نماز مکمل کرنے میں ایک رکعت باقی ہے اور یہی جمعہ کی نماز میں بھی ہوتی ہیں۔ کل چار رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ فجر کی نماز میں صرف دو رکعتیں ہوتی ہیں، عصر یعنی دوپہر کی نامز میں چار رکعتیں، مغرب کی نماز میں تین اور عشاء کی نماز میں پھر چار رکعتیں ہوتی ہیں۔

(۱۳۸) سورۃالفاتحہ کی تلاوت کے بعد روایتی طور پر ایماندار اونچی یا دھیمی آواز میں آمین کہیں۔

(۱۳۹) پھر سے سجدہ یعنی سجود کی حالت میں آیا جاتا ہے۔ اور اپنی ہستی کی وجہ پر غور کیا جاتا ہے۔ "زندہ رہنا میرے لئے المسیح ہے!" فلپیوں ۱ : ۲۱

(۱۴۰) پھر بیٹھنے کی حالت میں آتے ہیں جسے جلوس کہتے ہیں

(۱۴۱) بہت ہی کم وقت کے لئے بیٹھتے ہیں۔

(۱۴۲) پھر ایک مرتبہ سجدے یعنی سجود میں آتے ہیں۔

(۱۴۳) پھر بیٹھنے کی حالت میں آتے ہیں جسے جلوس کہتے ہیں۔

(۱۴۴) سورۃالمومن ۴۰ : ۱۵؛ یوحنا ۱۵ : ۲۶

(۱۴۵) بنی اسرائیل ۱۷ : ۸۵؛ یوحنا ۲۰ : ۲۲

(۱۴۶) سورۃالنساء ۴ : ۱۷۱؛ یوحنا ۱ : ۱، ۱۴

(۱۴۷) سورۃ صفّت ۳۷ : ۱۰۷؛ ا۔تمیتھیس ۲ : ۶؛ ا۔یوحنا ۲ : ۲؛ گلتیوں ۳ : ۲۹

(۱۴۸) آل عمران ۳ : ۵۵؛ اعمال ۱ : ۱۹

(۱۴۹) سورۃالمومن ۴۰ : ۱۵؛ رومیوں ۱ : ۱۶؛ یوحنا ۳ : ۳۶؛ مکاشفہ ۱۹ : ۱۵

(۱۵۰) سورۃیوسف ۱۲ : ۵۳؛ سورۃابراہیم ۱۴ : ۱۹؛ کلسیوں ۲ : ۱۱-۱۲؛ ۲-کرنتھیوں ۵ : ۱۷

(۱۵۱) سورۃسجدہ ۳۲ : ۱۲؛ رومیوں ۳ : ۲۸

(۱۵۲) چہرے کو دائیں طرف موڑا جاتا ہے تاکہ جو دائیں جانب ہیں ان کے لئے برکات حاصل کریں اور شفاعت کریں۔

(۱۵۳) چہرے کو بائیں طرف موڑا جاتا ہے تاکہ جو بائیں جانب ہیں ان کے لئے برکات حاصل کریں اور شفاعت کریں۔ اب نئے تخلیق کردہ مسلمان کھڑے ہو سکتے ہیں کہ اختتامی دعا کی جائے اور موقع ہو کہ بیماروں کے اوپر ہاتھ رکھیں جا سکیں یا پھر روح کا مسح دینے کیلئے ہاتھ رکھیں یا یہ دعوت دی جائے کہ عیسیٰؑ یعنی کلام اللہ جسکا خون مخلصی دلاتا ہے اور روح کا صدقہ ہے اسے قبول کریں تاکہ توبہ تک نوبت پہنچے۔ اسکے بعد چھوٹے چھوٹے گروہوں میں کام کرنے کا وقفہ ہو سکتا ہے یا کسی اور کمرے میں محبت کی ضیافت یا عیسیٰؑ کی عیدالضحیٰ کا کھانا ہو سکتا ہے۔

(۱۵۴) یوحنا ۳ : ۳

(۱۵۵) یہ شراکت جس کو صرف نئے تخلیق کردہ مسلمان ہی جانتے ہیں وحدۃ جامع المومین یعنی رفاقتِ مقدسین کی یکتائی۔

(۱۵٦) یہ نفس الامارہ ہے یعنی گناہ آلودہ روح یا انسان کی سرکش فطرت۔

(۱۵۷) یعقوب ۳ : ۱۵

(۱۵۸) لوقا ۲۴ : ۳۴

(۱۵۹) یوحنا ۱۴ : ٦

(۱٦۰) یوحنا ۵ : ۲٦، ۲۷

(۱٦۱) ۱۔ کرنتھیوں ۲ : ۱۴

(۱٦۲) ۱۔ کرنتھیوں ۱۲ : ۳

(۱٦۳) ۲۔ کرنتھیوں ۱۱ : ۴

(۱۴٦) گلتیوں ۱ : ۹

(۱٦۵) ۱۔ پطرس ۱ : ۱۰، ۱۱

(۱٦٦) ۲۔ تواریخ ٦ : ۳۸

(۱٦۷) قبلہ وہ سمت ہے جسکی طرف منہ کر کے ایک قابلِ قبول نماز پڑھی جاتی ہے۔ عیسیٰ نے فرمایا: "اگر تم کچھ بھی میرے نام سے مانگو تو میں تمہارے کئے کردونگا۔" اس بات میں کلام اللہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر تم میری سمت میں دعا کرو تو تمہاری دعاؤں کا جواب ملیگا۔ لیکن اگر تم عیسیٰؑ کلام اللہ میں ایمان نہیں رکھتے تو پھر چاہے کسی سمت دعا کرو "ایسا آدمی یہ نہ سمجھے کہ اسے خدا سے کچھ ملے گا۔" یعقوب ۱ : ۷۔ یوحنا ۴ : ۲۰ تا ۲۴ میں یہ دکھایا گیا ہے کہ کیونکہ خدا روح ہے اسلئے سمت یا جگہ اہم نہیں ہے۔ اور ہم یہ جانتے ہیں کہ خدا ہی اہم ترین ہے۔ خدا کو اپنے کلام سے الگ نہیں دیکھا جا سکتا اور عیسیٰؑ ہی وہ کلام ہے۔

(۱٦۸) یعقوب ۱ : ۱؛ رومیوں ۸ : ۳٦

(۱٦۹) رومیوں ۱۱ : ۲۱

(۱۷۰) ۱۔ پطرس ۴ : ۱۷

(۱۷۱) اس عہد کی نوعیت اہم ہے۔ کلام اللہ میں یہ ایک ایسا معاہدہ نہیں ہے جو برابر کے لوگوں میں قائم کیا جائے اور ہم سمجھیں کہ اس معاہدہ کو قائم رکھ کر کسی مدد کے بغیر اپنی مرضی سے ہم اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں۔ ہم یہ ایمان نہیں رکھتے کہ ہم اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں۔ ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ جو وعدہ خدا نے اپنے عہد سے ابراہیمؑ کے ساتھ کیا۔۔ ہماری نجات ابراہیمؑ کے ساتھ۔۔ وہ عمل میں لا رہا ہے۔

(۱۷۲) سورۃ البقر ۲ : ۱۹٦

(۱۷۳) سورۃ الحج ۲۲ : ۳۷

(۱۷۴) عبرانیوں ۱۰ : ۴

(۱۷۵) رومیوں ۵ : ۹

(۱۷٦) عبرانیوں ۹ : ۱۴

(۱۷۷) سورۃ ال انبیا ۲۱ : ۴۸

(۱۷۸) وحدۃ جامع المومنین

(۱۷۹) عبرانیوں ۱۱ : ۱۳

(۱۸۰) ۱۔ پطرس ۲ : ۱۱

(۱۸۱) رومیوں ۱۲ : ۱

(۱۸۲) عربی لفظ جو قران کے حصے میں دیا گیا ہے وہ ہے "فرقان" یعنی صحیح اور غلط میں امتیاز۔ سورۃ البقر ۲ : ۵۳

(۱۸۳) رومیوں ۲ : ۲۱؛ ۱۔ یوحنا ۲ : ۲؛ زبور ۷ : ۱۱؛ گنتی ۱۴ : ۱۸؛ ناحوم ۱ : ۳

(۱۸۴) ان پر افسوس جو یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ نے موت گوارہ نہیں کی۔ اس سے بڑا جھوٹا اور کون ہو سکتا ہے جو یہ کہے کہ یسوعؑ نے خون نہیں بہایا کہ گنہگاروں کے لئے خدا کے قہر کو ٹھنڈا کر سکے؟ ا۔یوحنا ۲ : ۲۲؛ ۵ : ۶، ۱۰

(۱۸۵) استثنا ۲۱ : ۲۳

(۱۸۶) احبار ۱۷ : ۱۱

(۱۸۷) زبور ۱۰۷ : ۲۰؛ یسعیاہ ۵۳ : ۵

(۱۸۸) ایک استاد کے شاگردوں کے گروہ کو حلقہ کہا جاتا ہے

(۱۸۹) عبرانیوں ۱۱ : ۸

(۱۹۰) ا۔یوحنا ۲ : ۱۵

(۱۹۱) عبرانیوں ۱۱ : ۱۰؛ یوحنا ۸ : ۵۶ دیکھیں

(۱۹۲) پیدائش ۱۷ : ۵ تا ۸

(۱۹۳) پیدائش ۱۸ : ۴ تا ۸

(۱۹۴) ا۔یوحنا ۱ : ۱۰

(۱۹۵) احبار ۱۶ : ۳ وغیرہ

(۱۹۶) پیدائش ۱۸ : ۱ تا ۵

(۱۹۷) یوحنا ۳ : ۱۶

(۱۹۸) پیدائش ۲۲ : ۱۰ تا ۱۳

(۱۹۹) خروج ۱۵ : ۲۶

(۲۰۰) یعقوب ۵ : ۱۴، ۱۵

(۲۰۱) ایوب ۱۱ : ۶

(۲۰۲) رومیوں ۸ : ۱

(۲۰۳) سورۃ صفٰت ۳۷ : ۱۰۷

(۲۰۴) یسعیاہ ۵۳ : ۵

(۲۰۵) متی ۹ : ۲۲

(۲۰۶) لوقا ۱۸ : ۴۲۔ گو کہ ہم سب یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شافی ہے اور زیادہ تر اس پر ایمان رکھنے سے وہ شفاء دیتا ہے لیکن یقینی طور پر ہمیں اس حقیقت کو بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ بسا اوقات وہ شفاء کو روک بھی دیتا ہے جسکی وجوہات ہماری ناقص عقل سمجھنے سے قاصر ہے۔ (موت تو انسانی حالت کا ایک جزو ہے، جسکا مطلب یہ ہے کہ ہر انسان کو کم از کم ایک ایسی بیماری تو ہوتی ہی ہے جسکا کوئی علاج نہیں!) جب تک اس حقیقت کو نہ سمجھا جائے تو متلاشی ایمان کھو بیٹھیں گے اگر کبھی کبھار انکی شفا کے لئے دعا نہ سنی جائے۔

(۲۰۷) کچھ لوگوں کو ہمارے تناظر کی شراکت کی ضیافت کیلئے عیدالاضحیٰ کا نام استعمال کرنے پر اعتراض ہو سکتا ہے کیونکہ عیدالاضحیٰ تو ایک سال کے خاص دن پر منائی جاتی ہے، لیکن شراکت تو کسی وقت بھی منائی جا سکتی ہے۔ تاہم خدا کا عیدِ فسح کا کھانا بھی سال میں ایک ہی دفعہ ہوتا ہے جسکو عیسیٰؑ نے ایک یادگاری کی ضیافت بنا دی جسے اکثر اوقات مناتے ہیں۔ کیونکہ عیدِ فسح اور عیدالاضحیٰ دونوں کا تعلق ابراہیم کی قربانی سے ہے اور عارفانہ شراکت کے نظریہ سے جس میں پوری دنیا کی امت شامل ہے، تاہم اس سیاق و سباق میں الفاظ کا یہ استعمال مناسب ہے۔

(۲۰۸) سورۃ النساء ۴ : ۱۷۱؛ ملاکی ۳ : ۱؛ یوحنا ۱ : ۱

(۲۰۹) سورۃ صفٰت ۳۷ : ۱۰۷

(۲۱۰) دانی ایل ۷ : ۱۳ تا ۱۷؛ یوحنا ۱ : ۱، ۵۱

(۲۱۱) رومیوں ۱ : ۹

(۲۱۲) یسعیاہ ۴۲ : ۱، ۴، ۶

(۲۱۳) سورۃ طٰہٰ ۲۰ : ۱۱۵

(۲۱۴) یرمیاہ ۳۱ : ۳۳

(۲۱۵) ملاکی ۳ : ۱؛ یرمیاہ ۲۳ : ۶ بھی دیکھیں

(۲۱۶) سورۃ زخرف ۴۳ : ۶۳

(۲۱۷) سورۃ البقر ۲ : ۸۳

(۲۱۸) سورۃ النساء ۴ : ۱۷۱

(۲۱۹) سورہ آل عمران ۳ : ۱۸۳

(۲۲۰) یوحنا ۶ : ۵۴

(۲۲۱) مرقس ۱۰ : ۴۵

(۲۲۲) فلپیوں ۳ : ۱۴

(۲۲۳) اصطلاح ابنِ اللہ عیسیٰ کے اللہ تعالیٰ کے دنیا کے لئے عظیم خلیفہ ہونے کی تشریح کرتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے تمام منصوبوں کا وارث ہے۔ تاہم ہم بھی جب اسکی اطاعت کی خدمت میں داخل ہوتے ہیں یا اللہ کے اسلام میں داخل ہوتے ہیں، تو ہم نئی تخلیق میں "اللہ تعالیٰ کے بیٹے" بنتے ہیں۔ یعنی ہم اللہ کی دنیا پر حکومت کرنے کے لیئے اسکے وارث بنتے ہیں۔ ہم اپنی وراثت کو عیسیٰ کے وارث ہونے کی کامل اطاعت کے نمونے کی پیروی کرتے ہیں جس میں اس نے خدا کے برہ کے طور پر عظیم قربانی دی۔ قران ۳۷ : ۱۰۷، دنیا کے گناہوں کے لئے قربانی جسکے ذریعے انسان اسکی قربت میں داخل ہوتا ہے جہاں اسکی طاقت اور جلال بستے ہیں۔

(۲۲۴) زبور ۲ : ۱۲

(۲۲۵) افسنیوں ۲ : ۲۰

(۲۲۶) یوحنا ۸ : ۵۶

(۲۲۷) یسعیاہ ۴۱ : ۱۰

(۲۲۸) یرمیاہ ۳۱ : ۳۳؛ متی ۲۶ : ۲۸

(۲۲۹) ۱۔کرنتھیوں ۱۱ : ۶

(۲۳۰) رومیوں ۱۰ : ۹؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۵ : ۳، ۴؛ یسعیاہ ۵۳؛ دانی ایل ۹ : ۲۶؛ ہوسیع ۶ : ۲

(۲۳۱) یوحنا ۷ : ۳۷؛ ن ۴ : ۱۴

(۲۳۲) ۲۔کرنتھیوں ۳ : ۱۸

(۲۳۳) ۱۔یوحنا ۳ : ۲

(۲۳۴) ۱۔کرنتھیوں ۳ : ۹

(۲۳۵) یوحنا ۲۰ : ۱۹

(۲۳۶) سورۃ النساء ۴ : ۴۳

(۲۳۷) سورۃ مائدہ ۵ : ۶

(۲۳۸) سورۃ البقر ۲ : ۱۳۷۔۱۳۸

(۲۳۹) پولوس کم ہی جھوٹے استادوں کے ان الفاظ پر اجارہ داری قائم رہنے دیتا ہے جن کو سننے والے دلکش القاب سمجھتے ہیں مثلاً لفظ "ختنہ" لیں۔ جسکو شرع کے عالم پولوس کے سامنے لائے۔ غور کریں کہ فلپیوں ۳:۳ میں پولوس نے اس خوب صورت لفظ پر قبضہ نہ کرنے دیابلکہ ان سے واپس چھین لیا اور انکی غلط تعلیم سے پاک وصاف کر کے بائبل کی سچی تعلیم اس لفظ پر انڈیل دی اور پھر اس لفظ کو متی ۲۸ : ۱۹، ۲۰ کے حکم اعظم کی خدمت کے لئے استعمال کیا۔ عیسیٰ پر ایمان رکھنے والے وہ ایماندار جو خواہ مخواہ لفظ "اللہ" اور لفظ "مسلمان" کے استعمال کو ضبط کر لیتے ہیں، وہ بے شک ایسا کریں لیکن یہ نہ سمجھیں کہ ایسا کرنے سے وہ پولوس کے طریقہ کار کی پیروی کر رہے ہیں۔

(۲۴۰) کچھ لوگ یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ ہم کئی اصطلاحات کا استعمال ان کے جائز معنوں سے باہر کر رہے ہیں۔ تاہم انجیل یہ فرماتی ہے : "پس خدا کے تابع ہو جاؤ" یعقوب ۴ : ۷

(۲۴۱) کچھ ایماندار کسلیوں ۲ : ۱۱، ۱۲ کی تفسیریوں کرتے ہیں کہ نئے عہد کا پانی کے بپتسمہ کی رسم کا موازنہ پرانے عہد کے ختنے کے ساتھ کرتے ہیں۔ ان کے تناظر میں وضو ایک قابلِ قبول شکل ہو سکتی ہے۔ تاہم اس کتاب کا مقصد ان مسائل کو حل کرنا نہیں ہے اور نہ ہمارے پاس وقت اور جگہ موجود ہے کہ تبصر کر سکیں۔

(۲۴۲) یوحنا ۱۹ : ۳۸

(۲۴۳) امثال ۲۹ : ۲۵

(۲۴۴) متی ۱۰ : ۳۳

(۲۴۵) ۲۔ تھمتھیس ۲ : ۱۲

(۲۴۶) سورۃ آل عمران ۳ : ۵۹

(۲۴۷) یوحنا ۸ : ۲۴

(۲۴۸) رومیوں ۶ : ۱۔۲۱

(۲۴۹) سورۃ البقر ۲ : ۱۳۸

(۲۵۰) ا۔ کرنتھیوں ۱۰ : ۲۹ بھی دیکھیں جو اس سوال کے اخلاقیات پر روشنی ڈالتا ہے اور میری ذمہ داری ہے کہ جو نہیں جانتے ان کے ساتھ اس بات پر بحث کروں۔

(۲۵۱) یعقوب ۱ : ۵، ۶

(۲۵۲) یہ طریقہ ادھر اس لئے بیان کیا گیا ہے کیونکہ علامتی طور پر یہ مسلمانوں کے لئے مناسب ہے۔ تاہم یہاں پر کوئی بحث نہیں ہے کہ دوسرے طریقے ناجائز ہیں اور ایسی کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ دوسرے ایمانداروں کے وقار کو داؤ پر لگایا جائے، کیونکہ بائبل کے مروجہ ضابطہِ عمل کے بارہ میں ان کی سمجھ بوجھ مختلف ہے۔

(۲۵۳) کون یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ تمام انبیا گناہ سے پاک تھے ؟ زبور ۵۱ : ۵ دیکھیں۔ جیسے گناہ کی مزدوری۔۔ موت۔۔۔ ہے اور پہلے آدم سے ہمیں وراثت میں ملی ہے، لہٰذا ہم اسکے احساسِ تقصیر میں بھی شامل ہیں۔ رومیوں ۵ اور پیدائش ۳ باب دیکھیں۔

(۲۵۴) سورۃ اعراف ۷ : ۲۹

(۲۵۵) سورۃ اعراف ۷ : ۲۶

(۲۵۶) ناحوم ۱ : ۱۳

(۲۵۷) ۲۔ کرنتھیوں ۳ : ۱۸

(۲۵۸) سورۃ توبہ ۹ : ۲۸

(۲۵۹) سورۃ مریم ۱۹ : ۵۲

(۲۶۰) اسکا قطعی یہ مطلب نہیں ہے کہ جنہوں نے عیسیٰ کی موت میں غسل نہیں لیا خود بخود جہنم میں جائیں گے۔ مگر اسکا یہ مطلب ضرور ہے کہ جو بھی یہ کہتا

ہے کہ وہ عیسیٰ پر ایمان رکھتا ہے لیکن اسکی احکام پر عمل نہیں کرتا اور اس حکم۔۔ متی ۲۸ : ۱۹، ۲۰۔۔ کو نہیں مانتا وہ کلام اللہ کی عدالت کی زد میں آنے کے خطرہ میں ہے : " جو کوئی یہ کہتا ہے کہ میں اسے جان گیا ہوں اور اسکے حکموں پر عمل نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے اور سچائی اس میں نہیں"۔۔ ۱۔یوحنا ۲ : ۴۔ " جو کوئی آگے بڑھ جاتا ہے اور مسیح کی تعلیم پر قائم نہیں رہتا اس میں خدا نہیں۔" ۲۔یوحنا آیت ۹۔

(۲۶۱) نئی تخلیق کے اعتراف کے بارہ میں نوٹ ۲۰۶ دیکھیں۔خدا حاکم ہے اور حاکم کی طرح ہی شفا دیتا ہے، اسکے طریقے ہمارے طریقوں سے افضل ہیں۔اگر ہمیں شفا چاہیے تو ہمیں بے اعتقادی سے کنارہ کرنا چاہیے اور ہمیں خدا کے لئے آسان طریقہ کار وضع کرنے سے بھی گریز کرنا چاہیے جیسا کہ ایوب اور کلام کے دوسرے حصّوں میں خبردار کیا گیا ہے۔

(۲۶۲) سورۃ نحل ۱۶ : ۹۱

(۲۶۳) استثنا ۱۰ : ۱۲، ۱۳

(۲۶۴) استثنا ۳۰ : ۱۵

(۲۶۵) استثنا ۳۰ : ۱۷، ۱۸

(۲۶۶) متی ۲۲ : ۳ تا ۳۰

(۲۶۷) اعمال ۲ : ۲۴

(۲۶۸) یوحنا ۱۴ : ۱۵، ۲۱

(۲۶۹) یوحنا ۱۵ : ۱۴

(۲۷۰) لوقا ۱۷ : ۱۰

(۲۷۱) سورۃ آل عمران ۳ : ۱۰۱

(۲۷۲) سورۃ آل عمران ۳ : ۱۴۷

(۲۷۳) ططس ۳ : ۵، ۶

(۲۷۴) اعمال ۲۲ : ۱۶

(۲۷۵) ۱۔کرنتھیوں ۱۱ : ۴ کسی ٹوپی کی طرف اشارہ نہیں ہے، جوکہ پولوس اچھی طرح جانتا تھا کہ سردار کاہن پہنا کرتے تھے۔۔ خروج ۲۸ : ۴۔۔ جب پولوس یہ کہتا ہے کہ مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے تو اسکا اشارہ کرنتھس کے لوگوں کے اس رجحان کی طرف ہے کہ وہ اس کے ہر قول کو لفظ بہ لفظ لیتے تھے۔گویا اس نے یہ تعلیم دی کہ آدمیوں نے اپنی بیویوں کے دوپٹے اوڑھ رکھے ہیں اور یوں مقامی رواج پر طنز کیا جا رہا ہے۔